

ایک علمی سوال اور اس کا جواب

از جناب مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب پورہادی

مولانا المحترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی۔ میں موقر رسالہ ”برہان“ کا دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتا رہتا ہوں، بلابالغہ یہ رسالہ علمی رسالوں میں بہت وقیع جگہ رکھتا ہے خصوصاً مذہبی مضامین جس علمی تحقیق کاوش سے ”برہان“ میں شائع ہوتے ہیں وہ بلاشبہ اُس کا نمایاں امتیاز اور قابلِ صد تبریک و تحسین ہے۔

یہ عرضیہ آج اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے عرصے قرآن عزیز کے ایک مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے میں نے مختلف تفاسیر کا مطالعہ کیا اور اس سلسلہ میں کافی بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیا تاہم ابھی تک خود کو تشہہ پاتا ہوں لہذا براہِ کرم آپ اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔

سوال یہ ہے کہ جو قوین یا جو افراد قرآن عزیز کو ”کلام اللہ“ نہیں مانتے اور یہ کہتے تھے کہ یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے یا وہ کسی سے سیکھ کر ہمارے سامنے نقل کر دیتے ہیں ”قرآن عزیز“ ان کے جواب میں تحدی (چیلنج) کرتا ہے کہ یہ بلاشبہ ”کلام اللہ“ ہے اور اگر تم کو کوئی شبہ ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنا کر لاؤ کیونکہ تم بھی آخراہلِ عرب اور صاحبِ زبان ہو اور فصاحت و بلاغت کے امام۔

قرآن عزیز کی یہ تحدی (چیلنج) چار جگہ مذکور ہے ایک جگہ سورۃ البقرہ کے شروع میں کہا گیا ہے۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا اور اگر تم شک و شبہ میں ہو کہ ہم نے جو (قرآن) اپنے

فأتوا بسورۃ من مثله (الآیہ) بندہ پنازل کیا ہے وہ (اللہ کا کلام نہیں ہی) تو اس

جیسی ایک سورۃ بنا کر لے آؤ۔

(البقرہ)

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے -

ام یقولون افرئہ قل فأتوا بعشر
سور مثله مفتریات (الآیہ)
کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) خدا پرست
باندھا ہے تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے لاؤ تم ایسی
ہی دس سورتیں افترار کی ہوئی آؤ۔ (ہود)

اور تیسرے مقام میں ہے -

ام یقولون افرئہ قل فأتوا
بسورۃ مثله وادعوا من
استطعتم من دون اللہ
ان کنتم صدقین۔ (یونس)
کیا وہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو گھڑ لیا تو آپ
کہہ دیجئے کہ تم اس جیسی ایک سورۃ ہی گھڑ کر پیش کر دو اور
اللہ تعالیٰ کے سوا جس کو بھی مدد کیلئے لاسکتے ہو مدد حاصل
کر لو اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو۔

اور چوتھی جگہ بیان کیا گیا ہے -

قل لئن اجتمعت الانس والجن
علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن
لایأتون بمثله ولو کان بعضهم
لبعض ظہیرا۔ (اسری)
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اگر انس و جن سب
اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنائیں تو اس
جیسا نہیں لاسکتے اگرچہ ان میں سے سب ایک دوسرے
کے مددگار بن کر جمع ہو جائیں۔

اب سوال یہ ہے کہ عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ جو شخص ایک چھوٹی سی چیز کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو
وہ کس طرح اسی قسم کی بڑی چیز کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ پس جو شخص قرآن کی ایک سورۃ کا مقابلہ نہیں کر سکتا
اس کو بعد میں دس سورتوں کیلئے اور اس کے بعد پورے قرآن کیلئے تحدی (چیلنج) کرنا کس طرح مناسب ہے
ہاں اگر معاملہ برعکس ہوتا اور سورۃ بقرہ میں پورے قرآن کیلئے تحدی کی جاتی اور پھر دس سورتوں کیلئے چیلنج
دیا جاتا اور آخر میں ایک سورۃ پر بات ٹھہر جاتی تو یہ طریقہ قرین قیاس تھا اور مناسب حال۔

تو پھر وہ کوئی مصلحت و حکمت ہے جس کی بنا پر قرآن عزیز نے یہ اسلوب اختیار کیا۔

احمد شاہ - ضلع جہنگ (پنجاب)

جواب | مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی۔ عنایت نامہ موصول ہوا۔ برہان کے متعلق جانبے جن پاکیزہ جذبات کا اظہار فرمایا ہے ادارہ برہان کی جانب سے میں صمیم قلب کے ساتھ اس کا شکریہ پیش کرتا ہوں۔ برہان کی خدمت اگر آپ جیسے اہل علم بزرگوں کی نظرس مشکور ہے تو اس کیلئے ادارہ برہان اور نروۃ المصنفین درگاہ الہی میں شکر گزار ہے کہ اس نے ادارہ کی سعی کو سعی مشکور بنایا۔

آپ نے قرآن عزیز کے جن مسئلہ کی جانب توجہ دلائی ہے وہ یقیناً ایک علمی مسئلہ ہے اور اہل علم کیلئے دعوت فکر کا محکمہ۔ چنانچہ قرآن عزیز کے معانی و لطائف کی تفصیل و تفسیر کے سلسلہ میں زمانہ طالب علمی سے جو شغف مجھ کو رہا ہے اس کی افادیت اور فیضان الہی کی مسامتہ نے اس خاص مقام کے متعلق فہم ہمارا کی جہت بردہ کی ہے اس پر اظہار تشکر و امتنان کے ساتھ یہ چند سطور پر قلم کرتا ہوں اگر باعث تشفی ہوں تو فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

اسلام کے مخالفوں نے جب قرآن عزیز کے متعلق یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے متعلق شکوک و شبہات کے طوفانی اوہام و خیالات کا سیلاب بہا دیا اور کبھی کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا کلام ہے اور کبھی دعویٰ کیا کہ ایک رومی غلام کی تعلیم کا نتیجہ ہے تو قرآن عزیز نے بہترین وجوہ و دلائل کے ساتھ اول یہ ثابت کیا اور یقین محکم کے ساتھ باور کرایا کہ اسی جماعت کے اس امی انسان کی قدرت سے یہ باہر ہے کہ معجز فصاحت و بلاغت، بے نظیر شوکت کلام، بے مثال ترتیب و نظم اور بے غایت معنوی حسن بیان کے ساتھ ایک کامل اور جامع قانون کو اس طرح پیش کر سکے اور نہ صرف انی انسان بلکہ علم و معرفت اور فصاحت و بلاغت کے ملازم اعلیٰ پر فائز انسان کی طاقت سے بھی خارج ہے کہ وہ نظم کلام یا معانی کلام کے اعتبار سے اس جیسا قانون پیش کر سکے۔ چنانچہ قرآن عزیز نے ایک جگہ اسی قسم کے مشککین کو جواب دیتے

ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

افلا یتدبرون القرآن ولو کان
کیا انہوں نے قرآن میں فکر وغور کیا تھا کہ کام نہیں لیا اور اگر
من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ
یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کا کلام ہوتا تو صاحب غور و فکر اس
اختلاف کا کثیرا۔
میں قسم قسم کے بہت سے اختلاف پاتے۔

یعنی جس طرح حضرت انسان کی ہستی گرم و سرد، نیک و بد، حرکت و جمود، فرحت و غم، راحت و
تکلیف، جوش و فساد، بیداری و غفلت، خودی و خود فراموشی، حفظ و نسیان یہ اور اس قسم کے متضاد و مختلف
انقلابات سے گھری ہوئی ہے، یا ان اختلافات رنگارنگ کا مجموعہ ہے اسی طرح اس کا کلام بھی ان انقلابات
و اختلافات سے خالی نہیں ہو سکتا لیکن جبکہ خالق کائنات انقلابات سے ورلور اور پاک ہے اور اس کا
وجود باجود تغیرات سے بری تو اس کے کلام کی بھی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں نہ قلیل اختلاف پایا جاتا ہے
نہ کثیر اور جبکہ موصوف کی ذات اپنی صفات ذاتی میں بھی ہر قسم کے نقص سے پاک ہے تو اس کی صفت کلام
کو بھی نقص و اختلاف سے دور کا تعلق نہیں ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا عَلَّمَہُ
اور بلاشبہ ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کے بارہ میں کیا
بَشَر لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَیْہِ
کہتے ہیں یہ کہتے ہیں اس شخص کو تو ایک آدمی (یہ باتیں)
اَعْلَمٰی وَهَذَا السَّانُ عَرَبِيٌّ مُّبِیْن۔
سکھا دیتا ہے حالانکہ اس آدمی کی زبان جس کی طرف اسے
منسوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ صاف و آشکارا عربی زبان ہے
(نخل)

بتانا یہ مقصود ہے کہ اگر قرآن کو یہ لوگ کلام اللہ نہیں مانتے تو اس دعوے کے لئے کوئی دل لگتی
بات تو کہیں یہ تو نہ ہو کہ اس قدر نغوا و نامعقول بات کہنے لگیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رومی غلام اس
”قرآن“ کو سکھا تھا ہے۔ رومی تو ایک عجمی انسان ہے اور یہ ”قرآن“ صاف اور واضح عربی زبان کا کلام، تو کیا
ایسا کلام جس کو سن کر اہل زبان حیرت زدہ ہیں عربی نثر کو ایک عجمی کا سکھا یا ہوا ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں

بلکہ یہ خیال محض لغو اور لہجہ ہے۔

اسی طرح قرآن عزیز نے مختلف مقامات میں منکرین اور متشککین کو بہ دلائل لطیف سمجھانے کی کوشش کی مگر جب ان کے بے دلیل جھوٹے انکار کی کجروی نے کسی طرح ان کو سلامت روی پر آمادہ نہ ہونے دیا تب اس نے ان کو چیلنج کیا اور دعوتِ مقابلہ دی اور کہا اگر تمہارے جھوٹے انکاریں واقعیت کی ادنیٰ سی بھی جھلک موجود ہے تو تم اس "قرآن" کا مقابلہ کرو اور کیا بہ لحاظ اسلوبِ نظم و الفاظ اور کیا بہ لحاظ حسنِ معانی و مفہوم اور کیا بہ اعتبار شوکتِ تعبیر اور کیا باعتبار قانون و آئین اس کے مساوی کوئی کلام پیش کرو کیونکہ تم بھی عربی زبان کے مالک اور اس کی فصاحت و بلاغت کے حصہ دار ہو۔ یا کم از کم اس کی ایک ہی خصوصیت کا مقابلہ کر دکھا۔ قرآن عزیز نے اس سلسلہ میں چار نہیں بلکہ پانچ مقامات پر متحدہ (چیلنج) کا اسلوب اختیار کیا ہے جن میں سے چار کی سورتوں یعنی اسرار، قصص، یونس اور ہود میں اور ایک مدنی سورۃ بقرہ میں مذکور ہے ان پانچ مقامات میں سے چار کو تو آپ نے نقل فرما دیا ہے اور پانچواں مقام سورۃ قصص میں ہے۔

قل فَاذْكُوبَكْب مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) (مشرکین کی کہہ دیجئے: تم کوئی ایسی
هُوَ اَهْدٰى مِنْهَا اَتَّبِعْهُ کتاب "اللہ کے پاس ہے اے دو جوان دونوں (قرآن، تورۃ) سے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ زیادہ ہدایت کی راہ بتاؤں گی تو میں اسی کا اتباع کروں گا اگر
(قصص) تم اس بارہ میں سچے ہو کہ قرآن اور تورۃ خدا کی مرسل نہیں ہیں۔

مشرکین کہہ سے بحث قرآن عزیز کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی نفی، دورانِ بحث میں نہ کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے معجزات اور تورۃ کا آگیا، مشرکین کہنے لگے اگر اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھی ایسا ہی معجزہ ہوتا تو ہم ضرور ایمان لے آتے پھر یہود سے تورۃ کے متعلق گفتگو کرنے لگے جب یہ سنا کہ اس میں بھی شرک کی مذمت، توحید کی تعلیم اور انبیاء و رسول کی تصدیق کے تذکرے موجود ہیں تو کہنے لگے، معلوم ہوا کہ قرآن اور تورۃ دونوں ہی بحر اور جادو ہیں اور موسیٰ (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

دونوں ساحر اور جادوگر تب قرآن عزیز نے تحدی (چیلنج) کا یہ اسلوب اختیار کیا اور کہا کہ اگر یہ دونوں کتابیں سحر اور جادو میں تو پھر اس کے مقابلہ میں تم خدا کے پاس سے ایسی کتاب لاؤ گے کہ جو ان دونوں سے زیادہ ہادی اور راشد ہو تاکہ تمہارے اس دعویٰ کے صدق و کذب کا امتحان ہو سکے۔

قرآن عزیز کے ان پانچ مقامات میں تحدی (چیلنج) کا جو مجزاانہ اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے اور ان مختلف مقامات میں ایک سورۃ کس سوئز اور مکمل قرآن کے مقابلہ کی جو دعوت دی گئی ہے مفسرین نے ان مختلف تعبیرات سے متعلق پیدا شدہ اس سوال کا جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے جو جناب محترم نے اپنے گرامی نام میں ذکر فرمایا ہے اور بے شبہ ان کی توجیہ و تاویل بہت وقیع اور موثر ہے اس لئے پہلے اس کو نقل کر دینا مناسب ہے اور اس کے بعد آیات کے سیاق و سباق اور قرآن عزیز کے مقصد تحدی کے پیش نظر جو توجیہ میرے خیال میں آتی ہے وہ سپرد قلم کر دوں گا۔

تفسیر ابن کثیر، البحر المحیط، روح المعانی اور تفسیر المناریں علماء تفسیر نے اس مسئلہ میں جوارشاد فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن عزیز کی تحدی اور اس کے چیلنج میں جو تہذیبی درجات مذکور ہیں وہ بلاشبہ اسی طریق اور اسی نہج پر ہیں جو عقلی تقاضا کے مطابق ہیں اسلئے کہ قرآن عزیز کی دعوت مقابلہ کے اولین مخاطب وہ اہل عرب (مشرکین اور یہود و نصاریٰ) تھے جو اہل زبان بھی تھے اور بے نظیر فصاحت و بلاغت کے مالک بھی لہذا قرآن عزیز جس طرح حکیمانہ مصالح کی بنیاد پر تیس سال نجما نجما (حصہ حصہ) ہو کر نازل ہوتا رہا اور جن حالات و واقعات کی تطبیق اُس نزول کی محرک ہوئی اور ”شان نزول“ کی اصطلاح سے مشرف ہوتی رہی۔ اس کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سورتوں کی ترتیب نزول اس طرح ہے کہ اول سورۃ قصص کا نزول ہوا بعد ازاں سورۃ اسراء کا یا اس کے برعکس اور ان دونوں سورتوں میں پورے قرآن کیلئے دعوت مقابلہ دی گئی اور کہا گیا کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ ایک عربی نثر ادہستی کا کام ہے یا ایک عجمی انسان کا سکھا یا ہوا ہے تو پھر تم بھی اسی خاک پاک کے باشندے اور اہل سان ہو، فصاحت و بلاغت تمہارے گھر کی لونڈی ہے

تمہیں سے ایک فرہنگ نہیں بلکہ آئی اور غیر آئی، غیر تعلیم یافتہ اور تعلیم یافتہ سب مل کر اور نہ صرف تم اہل عرب بلکہ عرب و عجم مل کر اس جیسی کتاب بنا کر پیش کرو اور یہ دعوتِ مقابلہ عام ہے کہ اس کے نظم الفاظ، شوکتِ کلام اور جلاوتِ بیان کے مقابلہ میں کتاب پیش کرو یا محاسنِ معنوی اور بے نظیر انفرادی و اجتماعی دستور کی شکل میں کوئی مجموعہ قانون بنا لاؤ اور ہر کے لفظی و معنوی دونوں محاسن کے مقابلہ کا چیلنج قبول کرو۔ غرض جس طرح بن پڑے اس قرآن کی دعوتِ مقابلہ کو پورا کرو تا کہ اس کے ”کلام اللہ“ ہونے کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو اور تم ”صادقین“ کا درجہ حاصل کر سکو۔ لیکن قرآن اپنے کلام اللہ ہونے کے یقینِ محکم کے ساتھ اپنی صداقت اور تمہارے کذب و افتراء کا اس معجزانہ انداز میں آج ہی یہ اعلان کئے دیتا ہے کہ (تمام کائناتِ انسانی ہی نہیں) اگر جن و انس (تقلین) بھی جمع ہو کر قرآن کی اس دعوتِ مقابلہ کا جواب دینے کیلئے جمع ہو جائیں تو قطعاً ناکام رہیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ پوری اعانت کے باوجود بھی اس جیسی کتاب لانے پر قادر نہ ہوں گے۔

”فَأَلْوَ ابْكِتَابَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ“ ”لَنْ اجْتَمَعَتْ إِلَّا نَسْ وَالْجَنِّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ

هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا“

لیکن جب وہ اس دعوتِ مقابلہ سے عاجز ہو گئے اور رنج ہو کر لا جواب رد کئے تو قرآن عزیز نے اپنی صداقت اور کلام اللہ ہونے کی قطعیت کو مخالفین کی نگاہ میں زیادہ محکم اور مضبوط بنانے کیلئے سورہ ہود کی صورت میں نازل ہو کر یہ اعلان کیا کہ اگر تم پورے قرآن اور اس بے نظیر مکمل قانون کے مقابلہ سے عاجز ہو تو قرآن تم کو اتنی اور آسانی دیتا ہے کہ کم از کم دس سورتیں ہی اس جیسی بنا لاؤ۔ اور اگر (الہیاذ باللہ) قرآن یونہی گھڑی ہوئی باتوں کا مجموعہ ہے تب تو بہت آسان بات ہے کہ تم ایسی گھڑی ہوئی باتوں کو دس سورتوں کی شکل ہی میں پیش کرو اور اس کام کیلئے خدا کے سوا تمام کائنات کو اپنا معین و مددگار بنا لو۔ ”ام یقولون افتراءه قل فآلوا بعشر سور مثله مفتریات وادعوا من استطعتم من دون الله ان کنتم صدقین“۔

اور جب یہ نہ کریں اور جاہدین اس دعوتِ مقابلہ میں سبی خاسر اور ناکام رہے اور اسلامی و غیر اسلامی

اور اوراقِ تاریخ کی شہادت کے مطابق ان کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی (اور القارعة والقارعة وما ادرائک ما القارعة) کے مقابلہ میں اگر کسی احمق نے "القیل ما القیل وما ادرائک ما القیل لداذنان وخرطوم طویل" جیسا مہمل اور چرچلہ زبان سے نکالا تو خود اس کی اپنی جماعت کے فصحاء وبلغاء نے اس جملہ پر اس کو نادم و شرمنا کر دیا اور تنبیہ کی کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس جملہ کو سن پائیں اور اس کی بلحاظ عربیت اور بلحاظ معنی مذاق اڑائیں۔

تو قرآن عزیز نے منکرین اور جاحدین کی اس بیچارگی اور سرسریگی کو سنجیدگی کے ساتھ دیکھا اور جویا حق کیلئے ایک اور آخری موقعہ دیا اور کہا کہ اگر مکمل قرآن اور اس کی دس سورتوں کے مقابلہ سے عاجز و دراندہ ہو اور اس کے مثل لانے پر قادر نہیں تو اس کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ (مثلاً کوثر) ہی کا مقابلہ کر دکھاؤ تاکہ قرآن کا یہ دعویٰ محکم کہ وہ کلام الہی ہے غلط ہو جائے اور تکذیب قرآن کیلئے تم کو دلیل ہاتھ آجائے لہذا اس آخری مہلت یا فیصلہ کن چیلنج (تحذیر) کو سوردیونس میں نازل فرمایا گیا۔

۳۱ یقولون افتراء قل فأتوا بسورة من مثله وادعوا من استطعتم من دون الله

ان کنتم صدقین

مگر اے ناکامی کہ مشرکین نے پیغمبر اسلام اور قرآن کو گالیاں بھی دیں، جھٹلایا بھی، جادو اور جادوگر بھی بتایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کھانا پکانا اور تہہ قسم کی مخالفانہ سازشوں کا جال بھی بچھایا یہ سب تو ان سے ہو سکا مگر نہ ہو سکا تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے دعویٰ کو باطل کرنے کیلئے عرب فصحاء وبلغاء کی عظیم الشان مجلس مشاورت منعقد کر کے قرآن عزیز کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی سورت پیش کر دیتے۔

بہر حال یہ تمام آیات نکتی ہیں اور اس لئے ان میں ابتداءً مخاطبات کے اعتبار سے مشرکین کو دعوتِ مقابلہ دی گئی اور وہ اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے۔

پھر ہجرت کے بعد جب اسلام کی صداقت کے مقابلہ میں مشرکین کے علاوہ یہود و نصاریٰ (اہل

کتاب بھی سامنے آگئے تو اب اُن کیلئے ان سب درجات کے دہرنے کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے اہل کتاب کے سامنے بھی ایک مرتبہ آخری چیلنج دہرا دیا گیا جو سورہ بقرہ میں مذکور ہے یعنی قرآن یا اس کی دس سورتوں کا مقابلہ تو بہت بڑی بات ہے صرف ایک سورت ہی کا مقابلہ کر دکھاؤ، جبکہ تبارے لئے یہ آسانی بھی ہے کہ تم مشرکین کی طرح ان پڑھ بھی نہیں ہو اور ساوی کتابوں کے انداز بیان اور طریق استدلال سے بخوبی آگاہی ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَأَن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ
مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

اور جبکہ متحدہ کا یہ معاملہ اب تمام منکرین اور جاحدین کے سامنے پیش ہو چکا اور سب ایک ہی سلک مقابلہ میں منسلک ہو گئے تو اب مناسب سمجھا گیا کہ قرآن عزیز کے کلام الہی ہونے پر مزید تصدیق ثابت کرنے کیلئے ایک اور زبردست دلیل یعنی مستقبل کیلئے فیصلہ کن خبر بھی سنادی جائے کہ یہ واضح رہے کہ تم سب مل کر لاکھوں جن جن بھی کرو گے تو اس مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہی رہو گے اور جرات مقابلہ کسی حال میں بھی نہ کر سکو گے اور جب اس حال ہے تو تم کو بلاشبہ خدا کے اُس عذاب (جہنم) سے خوف کھانا چاہئے جو کافروں (منکروں) کیلئے تیار کیا گیا ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

آپ کے سوال کا یہ جواب ہے جو تاسخ نزول کی بنیاد پر مفسرین نے دیا ہے اور قابل ترجیح سمجھا ہے۔ اور ان کی کثرت بھی اس کو راجح قرار دیا ہے۔ اور منطقیین اسلام نے بھی اسی کو راجح تسلیم کیا ہے اور بلاشبہ ان آیات کی یہ توجیہ خوب اور معقول ہے اور باعث تسکین و تشفی۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ آیات متحدہ جن سورتوں سے تعلق رکھتی ہیں اُن کے کئی اور مدنی ہونے میں بھی اختلاف رائے ہے مثلاً بعض سورہ یونس کو مدنی کہتے ہیں اور اس میں مذکور آیہ متحدہ کو بھی اور بعض سورہ یونس کو کئی تسلیم کرنے کے بعد اس کا نزول ہود

قبل ملتے ہیں جیسا کہ موجودہ ترتیب میں موجود ہے اور اس دوسری رائے کے مطابق مفسرین کی مسطورہ بالاتوجہ میں اختلال پیدا ہو جاتا ہے اور طریق استدلال پورا نہیں اترتا۔ اسلئے علامہ رشید رضاؒ نے لفظ النار میں متقدمین و متاخرین علماء کے اقوال سے اخذ کر کے اس مسئلہ کی توجیہ کے لئے ایک دوسرا انداز اختیار کیا ہے جو بجائے خود دلچسپ اور دلنشین ہے۔

فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ کی آیت تحدی کے علاوہ باقی تمام آیات تحدی کی سورتوں سے متعلق ہیں یعنی قصص، اسراء، یونس، ہود، سب کی سورتیں ہیں لیکن ان میں دعوتِ مقابلہ و جداجدا نقطہ ہائے نظر سے دی گئی ہے یہ نہیں ہے کہ سب کی سب ایک ہی نقطہ نظر سے دعوتِ مقابلہ دیتی اور تحدی (دجلج) کرتی ہیں۔ پس قصص و اسراء میں نفسِ قرآن کو مقابلہ کیلئے پیش کیا گیا ہے اور ان میں خود قرآنِ عزیز مع اپنے خصوصی اوصاف کے معیارِ مقابلہ قرار دیا گیا ہے اور سورہ یونس اور سورہ ہود میں بعض انواعِ اعجاز کو معیار بنایا گیا ہے یعنی اگر وہ قرآن کی مجموعی خصوصیات کے مقابلہ میں کوئی قرآنِ حسی کتاب نہیں لاسکتے تو کم از کم اس ایک خصوصیت کے لحاظ سے ہی مقابلہ کیلئے آمادہ ہو جائیں۔ اور قرآنِ عزیز کی وہ نوعِ اعجاز گذشتہ امتوں اور ان کے پیغمبروں اور بادلوں کے وہ واقعات ہیں جو ایک اُسی انسان کو بغیر وحی کے معلوم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ وہ واقعات ہیں کہ جن کے ذکر سے صفحاتِ تاریخ بھی خالی ہیں اور قرآنِ عزیز کی غیبی اطلاعات کے بعد تاریخی تلاش و جستجو ان کی صحت و حقیقت پر مہر کرتی جاتی ہے چنانچہ سورہ ہود میں اسی حقیقت کو یوں ظاہر کیا گیا ہے۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا
إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا
قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا (هود)

یہ (نوح علیہ السلام کا واقعہ) غیب کی خبروں میں سے ہے
جس کو ہم نے وحی کے ذریعہ تجھ کو اطلاع دی ہے اور
جس کو اس سے پہلے تو جانتا تھا اور نہ تیری قوم۔

اور سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔

وما كنت بجانب الغربي اذ قضيتا اور تو اس وقت جانبِ غربی میں موجود نہ تھا جبکہ ہم نے

الموسى الا موسى (قصص) موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تھا۔

اور سورہ آل عمران میں حضرت مریم (علیہا السلام) کے واقعہ میں ہے۔

خلق من انباء الغيب نوحي اليك یہ غیب کی خبروں میں جس کی ہم نے تیری جانب ہی کی؟

پس اگر مکرین کے نزدیک یہ دلیل، برہانِ اعجاز نہیں ہے اور قرآن کے وحی الہی ہونے سے اب

بھی ان کو انکار ہے تو وہ چند سورتیں یا ایک سورہ ہی ایسی پیش کریں جس میں اس قسم کے اخبارِ غیبیات موجود ہیں

اسی طرح پھر سورہ ہود اور سورہ یونس میں دس سورتوں اور ایک سورہ کا جو فرق ہے وہ بھی جدا

جدا نقطہ نظر کے ماتحت ہے یعنی سورہ ہود میں دعوتِ مقابلہ کی بنیاد اس پر قائم کی گئی ہے کہ یہ بھی کلامِ آ

کا ہی اعجاز ہے کہ وہ ایک ہی واقعہ کو مختلف مقامات میں ذکر کرتا ہے مگر اسلوبِ بیان، طرزِ ادا، اخذِ نتائج

و ثمرات غرض حسنِ لفظی و معنوی کے اعتبار سے ہر مقام اچھوتا نظر آتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر واقعہ

کو اس جگہ اس طرز میں نہ بیان کیا گیا ہوتا تو سیاق و سباق کا سارا مضمون تشنہ رہ جاتا سا اگر تم کو بھی دعویٰ

فصاحت و بلاغت ہے تو اور باتوں کو نظر انداز کیجئے اور صرف اسی ایک شعبہ فصاحت کے اعجازِ قرآنی

کا مقابلہ کر کے دکھا دیجئے اور چونکہ اہل عرب کے یہاں کثرت کا اطلاق عموماً دس کے ساتھ ہوتا ہے

اس لئے ان کو موقعہ دیا گیا کہ وہ دس سورتوں میں اس صنفِ اعجاز کو پیش کر کے قرآنی چیلنج کو لبیک کہیں۔

اور سورہ یونس میں متحدی کی اساس اس پر قائم کی گئی ہے کہ جبکہ مشرکین بار بار یہ کہتے ہیں کہ "افتراء"

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گھڑ کر خدا کی جانب غلط نسبت کر دی ہے (تو قرآن عزیز اس

دعویٰ پر بھی ان کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو پھر تمہارے لئے کیا مشکل ہے کہ تم بھی اس قسم کا "من

گھڑت افتراء" قرآن کے مقابلہ میں پیش کر کے اس نبی کے دعویٰ کی تکذیب کر دو تاکہ اس کو ندامت

و شرمساری سے دوچار نہ ہونا پڑے اور میدانِ فتح تمہارے ہاتھ رہے اور اس کیلئے مکمل قرآن یا دس

سورتوں کے مقابلہ کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک سورہہ بھی کافی ہے۔ ”ام یقولون افتراء قل فأتوا بسورۃ من مثله وادعوا من دون اللہ ان کنتم صدقین“

گویا صاحب المنار کی توجیہ کا حاصل یہ ہوا کہ کئی آیات تحدی میں تحدی کی بنیاد جدا جدا نقطہ ہائے نظر پر ہے قصص اور اسرار میں ایک نقطہ نظر ہے تو ہود اور یونس میں دوسرا نقطہ نظر اور پھر ثانی الذکر سورتوں میں بھی نقطہ نظر کی ہر گئی کے باوجود شعبہ اعجاز کے لحاظ سے جدا جدا شعبوں کے پیش نظر تحدی کی گئی ہے اور کئی آیات کے بعد مدنی آیت (بقرہ) میں ان تمام نقطہ ہائے نظر اور شبہ ہائے اعجاز کو یکجا کر کے دعوتِ مقابلہ دی گئی اور کہہ دیا گیا کہ ان مکمل خصوصیات کے ساتھ ہم تم پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور صرف ”ایک سورہہ کا“ مطالبہ کرتے ہیں تاکہ حق و باطل کا امتیاز واضح ہو جائے لہذا زیر بحث کئی سورتوں میں شانِ نزول کے اعتبار سے خواہ کوئی مقدم ہو اور کوئی مؤخر تحدی اور دعوتِ مقابلہ کی آیات میں ترتیب درجات کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

صاحب روح المعانی علامہ محمود آلوسی کا رجحان بھی کچھ اسی جانب معلوم ہوتا ہے اگرچہ انھوں نے صاحب المنار کی طرح تفصیل سے اس کو بیان نہیں فرمایا اور اس میں شک نہیں کہ آیات تحدی کی یہ توجیہ اس لحاظ سے بہت زیادہ وسیع ہے کہ یہ تاویلاتِ بارہ کے بغیر تمام مقامات کی تفسیر اس طرح کر دیتی ہے کہ جس کے بعد سورتوں کے شانِ نزول کی تقدیم و تاخیر کی بحث کی ضرورت قطعاً باقی نہیں رہتی۔ اور مدنی آیت (سورہ بقرہ) کی توجیہ میں بھی کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا۔

(باقی)